اور پچھلے سال راولپنڈی کی اسلامی کانفرنس کی شکل میں سامنے آچکا ہے۔ ایسی کانفرنسوں کے غور و فکر کا محور صرف ایک ہی رخ ہوتا ہے، اگر کانفرنس کی عام فضا ان کے لادینی عزائم سے ہم آہنگ ہو جائے تو اس کے مباحثات اور مذاکرات کو خوب اچھالا جاتا ہے اور اگر دو چار متصلب، پختہ علم اور راسخ العقیدہ علماء حق کی وجہ سے منتظمین اپنی اغراض خبیثہ میں شکست کھا جائیں تو ایسی مجالس کے تمام زیر بحث امور اور فیصلوں کو پردۂ خفا اور گوشۂ گمنامی میں ڈال دیا جاتا ہے۔ راولپنڈی کی اسلامی کانفرنس اس کی واضح مثال ہے جس کی اسٹیڈنگ کمیٹیوں کی اصل حقیقت اور اس کے اصل محرکات تو تب ظاہر ہوں گے جبکہ اس کے فیصلوں اور بحث و مباحثہ کے پس منظر میں اس میں شرکت کرنے والوں کی علمی اور دینی حیثیت سامنے آجائے۔ ملائشیا کی موجودہ سیاسی حیثیت پھر پچھلے دنوں بعض اسلامی امور کے بارہ میں اسکی پارلیمنٹ اور عدالتوں کے غیر اسلامی اندازِ فکر اور عالمی پیمانہ پر زیر بحث مسائل پر یک ہی انداز میں غور و خوض کی بناء پر یہی خدشہ ہے کہ کہیں یہ کانفرنس بھی اسلام کو لادینی مغرب کے تقاضوں سے ہم آہنگ کرانے کی ایک سعی نہ ہو۔ یہ الگ بات ہے کہ اس قسم کی ہر سعی بالآخر بے کار اور لاحاصل ہی ثابت ہوگی کہ اس قسم کی کانفرنسیں خواہ کتنی ہی "عظیم اور لاثانی" کیوں نہ ہوں، اسلام کی ابدیت اور قطعیت پر ہرگز ہرگز اثر انداز نہیں ہو سکتیں، بلکہ اسلام کی حفاظت کے لئے خداوند کریم کی غیبی امداد کی بناء پر ایک گونہ اطمینان ہے کہ مصر کے مجمع البحوث اور راولپنڈی کی اسلامی کانفرنس کی طرح یہ کانفرنس بھی متجددین اور ملحدین کی شکست اور اسلام کی سچائی اور ابدیت کے اعلان کا ذریعہ بن جائے گی کہ جس ذات نے اسلام کی حفاظت کا بیڑا اٹھایا ہے وہ ہر دور میں "فتنہ اور شر" کے ایسے ہی مواقع سے "خیر" کا پہلو ظاہر کراتا چلا آیا ہے۔۔۔۔۔

حال ہی میں ہندوستان میں حضور نبی کریم فخر کائنات رحمت العالمین کی اعلیٰ و ارفع شان میں مشہور مؤرخ ٹوائن بی کی گستاخانہ حرکت پر مظاہرے ہوتے، بلاشبہ ناموس رسالت پر مر مٹنے والوں کا جان و مال سے بے نیاز ہو کر میدان میں کود پڑنا تقاضائے دین و ایمان ہے اور کوئی مسلمان ذلیل یورپ کی آئے دن کی ایسی کمینہ حرکات پر خاموش نہیں رہ سکتا۔ ٹوائن بی اسلام کے حق میں مغربی علماء میں سب سے زیادہ وسیع الظرف حقیقت پسند

اور صاف گو تھے، مگر بالآخر اسکی اسلام دشمنی اور بدطینتی سے بھی مصنوعی پردہ سرک گیا اور حقیقت ظاہر ہوگئی کہ یورپ کا کوئی سکالر اور بڑے سے بڑا مؤرخ بھی اسلام اور نبی کریمؐ کے بارہ میں مخلص اور بلند حوصلہ نہیں ہو سکتا، خواہ اس کا علم و تحقیق اسے اعتراف حق اور حق شناسی پر اسے بارہا مجبور کیوں نہ کر چکا ہو۔ ٹوائن بی کی اس غیر شریفانہ جسارت نے اسکی علمی ساکھ کو جو دھکا لگا دیا ہے اب وہ عمر بھر اسکی تلافی نہیں کرسکے گا۔ ٹوائن بی کے اس تعاملی مضمون کہ ہندوستان کے ایک ہندو اخبار نے شائع کیا کہ اسے تو اپنے لیڈر گاندھی کی شخصیت اچھالنے کا ایک موقع ہاتھ آیا تھا، لیکن کیا ہمارے بعض سرکاری حلقوں کو زیب دیتا ہے کہ وہ اس واقعہ کو "سیاسی اسٹنٹ" کے طور پر استعمال کریں، ایسی باتوں کا وزن عمل اور کردار کی کسوٹی پر معلوم ہوتا ہے۔ ہمیں غور کرنا چاہئیے کہ اس معیار پر ہم خود کیسے اترتے ہیں۔؟ خود ہمارے ہاں حضور سرور کائنات علیہ السلام کی عظمت و تقدیس کتنی محفوظ ہے۔؟ اور ہمارے قلوب میں سرور کائناتؐ کی ناموس اور حرمت کا کیا حال ہے۔؟ کیا ان کی ذات ان کی نبوت ان کی سیرت اور ان کی سنت کی اعلیٰ و ارفع اور تشریعی حیثیت پر دست اندازی کرنے والوں کا ہم خود کچھ محاسبہ کر رہے ہیں۔؟ یا انہیں مختلف طریقوں، سرکلر، پریس نوٹ اور سرکاری نوٹسوں کے ذریعہ تحفظ دے رہے ہیں۔؟ کیا ہم حضور نبی اولین و آخرینؐ کی قبائے افتخار ختم نبوت کی عصمت و حرمت کو مجروح کرنے والوں کو کلیدی مناصب سے نواز رہے ہیں۔؟ کیا ہمارے ہاں نبوت کے لوازم ذات، وحی، اسکی عصمت اور کلام اللہ کی اعجازی حیثیت پر ریسرچ اور تحقیق کے نام سے ہاتھ نہیں چلایا جارہا، کیا فضل الرحمان، غلام احمد پرویز اور بیسوی صدی کے مرزائی دجّال سے بڑھ کر توہین رسول کا مرتکب بھی کوئی ہو سکتا ہے۔؟ عیسائی یا کوئی دوسرا غیر مسلم اگر گستاخی کرے تو اسے شرک اور کفر کی وجہ سے اس کے عناد پر محمول کیا جاسکے گا مگر اسلام کا لبادہ اوڑھ کر علم و تحقیق اور الہام و مکاشفہ کی کمین گاہ میں بیٹھنے والے ڈاکوؤں سے ہمارا سلوک کیسا ہے۔؟ اگر کسی مسلم قوم اور کسی "اسلامی مملکت" میں حضورؐ کی عظمت اسلام کی حرمت اور اس کے بنیادی تقاضے محفوظ نہیں ہیں تو اسے کب زیب دیتا ہے کہ ایسی "غیر مسلم حرکات" پر چیخ و پکار کرکے اپنی سیاست کا الّو سیدھا کرنا چاہے جبکہ خود اپنے ہاں ایسی بے باکانہ جراتوں کو نہ صرف یہ کہ بے لگام چھوڑ دیا گیا ہو بلکہ سرکاری سطح تک ایسے لوگوں کی صفائی کی جاتی ہو۔ ہاں اگر ہمارے قلوب عظمت نبوت اور مقام رسالت

کے اعتراف سے معمور ہیں، تو احتجاج تو کیا اگر ہماری جان و مال اور پوری متاعِ حیات بھی ناموس نبوت کی حفاظت پر قربان ہو جائے، تو اس سے اہم فریضہ اور اس سے بڑھ کر سرمایۂ سرخروئی اور کیا ہو سکے گا۔؟

ممتاز مسلمان عالم ڈاکٹر حمید اللہ صاحب حال مقیم پیرس نے دنیا کے مسلمانوں سے اپیل کی ہے کہ وہ فقہ حنفی کی اہم ترین شخصیت امام محمد بن الحسن الشیبانی کی بارہ سویں برسی بڑے اہتمام سے منائیں جو کہ ۱۳۸۹ھ میں منائی جا رہی ہے۔ اس موقع پر یونیسکو نے امام شیبانی کی کتاب سیر کبیر کا فرانسیسی ترجمہ شائع کرنے کا اعلان کیا ہے۔ امام اعظم کی فقہ کی اشاعت اور اسکی تدوین اور ترتیب میں امام محمدؒ کو بنیادی مقام حاصل ہے اور ان کی مذکورہ کتاب تو عالمی تاریخ میں بین الاقوامی علاقات اور قوانین پر قدیم ترین کتاب مانی گئی ہے، مسلمانوں کے ایک جلیل القدر فرزند کے علمی کارناموں کی یاد اور ان کی ترویج و اشاعت اور تعارف کی غرض سے مشرق کے مایۂ ناز عالم ڈاکٹر حمید اللہ کی یہ اپیل ہر لحاظ سے قابلِ توجہ ہے، مگر مسلمانوں میں آج کتنے ہیں جنہیں اپنے شاندار ماضی کے ایسے لاثانی افراد کے نام تک بھی معلوم ہوں، جن بزرگوں کے علوم اور آراء سے استفادہ اور اشاعت کو یورپ بھی اپنے بدترین تعصب کے باوجود ضروری اور قابلِ فخر سمجھ رہا ہو، آج خود مسلمانوں کو ان پر کتنا اعتماد اور ان کے علوم سے کتنا رابطہ ہے۔؟

یورپ کے خلائی تسخیری کارناموں اور سائنسی ترقیات، پھر اس کے ساتھ ایکدوسرے کو نیچا دکھانے کا جذبہ اور اس جذبہ کے تحت اسلحہ کی بے تحاشا دوڑ ــــ یہ سب چیزیں نگاہ میں رکھیئے اور پھر ذیل کی تازہ خبر پڑھ کر ان ہلاکت خیزیوں اور تباہ کاریوں کا اندازہ لگایئے جس کی طرف زمین کے باشندے ان ہی ترقیات کی بدولت دوڑتے چلے جا رہے ہیں ــــ امریکہ کے بیس میگاٹن بم کے بارہ میں خود امریکی سائنسدان لینس پالنگ کا کہنا ہے کہ اسکی تباہ کاری ایٹم بم سے سینکڑوں درجہ شدید ہے، اس کے موجودہ ذخیرہ کا عشر عشیر ۱/۱۰ حصہ چشم زدن میں ستر کروڑ انسانوں کو متاعِ حیات سے محروم کر سکتا ہے۔ اس بم کے پھٹنے سے تقریباً سو سو کلو میٹر کی نظروں تک زمین آگ اگلتی نظر آئے گی اور بالفاظ دیگر زمین خود جہنم بن جائے گی۔